قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 07 اپریل 2022ء | 05 رمضان 1443 ہجری قمری | 07 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 84

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری کے باعث کمزور ہوتے ہوئے بہت دبلا پتلا ہو گیا تھا، چوزے کی طرح ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم کوئی خاص دعا کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا ’’ہاں‘‘ پھر اس نے بتایا کہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے وہ مجھے اس دنیا میں دے دے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ خدا کی سزا اس دنیا میں حاصل کرو۔ تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ اے اللہ تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اس بیمار نے یہ دعا کی تو اللہ کے فضل سے شفایاب ہو گئے۔، صحت مند ہو گئے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء باب کراھۃ الدعاء بتعجیل العقوبۃ فی الدنیا)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

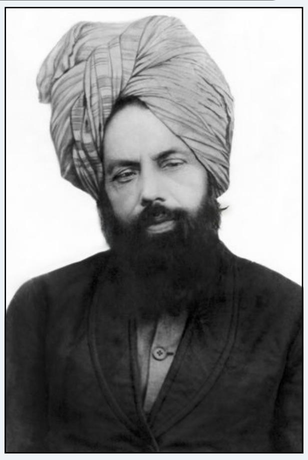

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ: 186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 561-562 ایڈیشن 1988ء)

’’بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔

بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا ہو، اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (الاعراف: 24)‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 577 ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ

(البقرہ: 186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

’’رمضان کے ان دنوں میں، جب تقریباً ہر ایک کو نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوتی ہے ایک فکر کے ساتھ، غور کر کے یہ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بعد میں بھی قیام نماز ہوتا رہے گا۔ اور یہ دُعا یقیناً استجابت کا مقام حاصل کرے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ پس اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہمیں بھی اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل اس کا بہترین موقع ہے۔ اور یہی چیز ہے جس سے وہ مقام حاصل ہو گا جس سے ایک بندہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن کر اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس برکت کو حاصل کرنے کے لئے یہ موقع عطا فرمایا ہے۔ ایک دفعہ پھر ہمیں رمضان میں داخل فرمایا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 29/ ستمبر 2006ء)

اس شمارہ میں

- تلخ یادوں نے نوک پر رکھا (منظوم)
- رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (حضرت مسیح موعودؑ)
- سورۃ الانفطار، المطففین، الانشقاق۔۔۔ کا تعارف
- حضرت مولانا عبدالرحمٰنؓ فاضل درویش کا تعارف
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ بصورت سوال و جواب
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (حضرت مسیح موعودؑ)
- رمضان کی برکت سے سچ کی عادت
- آؤ! اُردو سیکھیں
- لائبریری اور اسکول کو کتب کی ڈونیشن

دربارِ خلافت

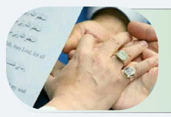

’’دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس کے دَر کے نہ ہو۔‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب، شدائد، ابتلاء وغیرہ اسے پیش آتے ہیں ان سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اُسے خدا تعالیٰ سے دور کرتی ہیں ان سے نجات پاوے۔ تو دنیا کا حَسَنَہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے۔ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النساء: 29)۔‘‘ (یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے)۔ فرمایا کہ ’’ایک ناخن ہی میں درد ہو تو زندگی بیزار ہو جاتی ہے‘‘۔ فرمایا: ’’اسی طرح جب انسان کی زندگی خراب ہوتی ہے۔ (مثلاً) جیسے بازاری عورتوں کا گروہ (ہے) کہ اُن کی زندگی کیسے ظلمت سے بھری ہوئی (ہے) اور بہائم کی طرح ہے‘‘ (جانوروں کی طرح کی زندگی ہے) ’’کہ خدا اور آخرت کی کوئی خبر نہیں۔ دنیا کا حَسَنَہ یہی ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے خواہ وہ دنیا کا ہو، خواہ آخرت کا، ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ اور فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً میں جو آخرت کا پہلو ہے، وہ بھی دنیا کی حَسَنَہ کا ثمرہ ہے۔‘‘ (اُسی کا پھل ہے۔) ’’اگر دنیا کا حَسَنَہ انسان کو مل جاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے۔ یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا حَسَنَہ کیا مانگنا ہے۔ آخرت کی بھلائی ہی مانگو‘‘۔ فرمایا کہ ’’صحت جسمانی وغیرہ ایسے امور ہیں جس سے انسان کو آرام ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے وہ آخرت کے لئے کچھ کر سکتا ہے اور اس لئے ہی دنیا کو آخرت کا مَزۡرَعَۃ کہتے ہیں (یعنی آخرت کی کھیتی کہتے ہیں۔ دنیا میں جو بوؤ گے وہی وہاں جا کے کاٹو گے۔) اور درحقیقت جسے خدا دنیا میں صحت، عزت، اولاد اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمالِ صالح اُس کے ہوویں تو امید ہوتی ہے کہ اُس کی آخرت بھی اچھی ہوگی۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 600 ایڈیشن 2003ء)

پھر اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یہ دعا کرو کہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اس میں صرف آخرت کے عذاب نار کی طرف ہی توجہ نہیں دلائی گئی بلکہ اس سے بچنے کی دعا کرو جو اس دنیا کی بھی آگ ہے۔ اس دنیا میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے۔ پس اس دعا میں دنیا اور آخرت دونوں کے عذابِ نار سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔ دنیا کے عذابِ نار جو ہیں وہ بھی قسما قسم کے ہیں، مصیبتیں ہیں اور دکھ ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب کے بجائے حَسَنَہ بن جاتے ہیں۔ اس دنیا میں عذابِ نار کی ایک مثال جیسا کہ میں نے ذکر کیا آجکل بعض ملکوں کے جو حالات ہیں وہ بھی ہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ گھر بیٹھے یا بازار میں پھرتے ہوئے کہاں سے بندوق کی گولی آئے اور کوئی گولہ پھٹے اور انسان کو لہو لہان کر دے یا اُس کی زندگی لے لے۔ کئی جانیں اسی طرح ضائع ہو جاتی ہیں۔ جہاں ایسی باتیں ہو رہی ہوں، عمل ہو رہے ہوں، اس طرح کی زندگی ہو تو وہاں جب کوئی عذابِ نار سے بچاؤ کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتے ہوئے ان چیزوں سے بچا لیتا ہے۔ آجکل کے شرور جو دہشت گردوں نے پیدا کئے ہوئے ہیں، اُن سے بچنے کے لئے بھی یہ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا ہے۔

گزشتہ دنوں کراچی میں ہمارے ایک احمدی جوان آدمی، چالیس پینتالیس سال کی عمر تھی، سودا لینے کے لئے گھر سے نکلے اور دو چار منٹ کے بعد ہی وہاں بم دھماکہ ہوا جس میں پچھلے دنوں میں پچاس آدمیوں کی جان

بقیہ صفحہ 4 پر

تلخ یادوں نے نوک پر رکھا

تلخ یادوں نے نوک پر رکھا
ہاں مگر وعدہ معتبر رکھا

دوستوں سے تو کچھ نہیں پائی
دشمنوں سے بچا کے گھر رکھا

لوگ ڈرتے تھے میرے قاتل سے
اور الزام میرے سر رکھا

دشت در دشت پیاس ملتی تھی
قطرہ قطرہ سنبھال کر رکھا

خواب اشکوں میں بہ نہ جائیں کہیں
بیتے لمحوں کا ان میں ڈر رکھا

اس قدر زندگی ہوئی آسان
دل میں غم تیرا جس قدر رکھا

جانے کیا سوچ کر دیا! اس نے
مجھ کو مجھ سے ہی بے خبر رکھا

دیا جیم۔ فیجی

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ، وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

(مسند احمد مطبوعہ بیروت، جلد 3، صفحہ: 239)

ترجمہ: اے اللہ! تیرے لئے ہی عزت ہے ہر ایک بلندی پر اور تیرے ہی لئے سب تعریف ہے ہر ایک حال میں۔

یہ سید و مولیٰ، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بلندی پر چڑھنے کی دعا ہے۔

روایات میں بلندی پر چڑھنے کے حوالہ سے یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ جب آپ ﷺ بلندی پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے، اور اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو اللہ اکبر کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر: 2993)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے

خاکسار جب لاہور اور پھر اسلام آباد میں خدمات دینیہ بجا لا رہا تھا، ان شہروں میں قیام کے دوران کبھی کبھار مختلف اخبارات، رسائل و میگزینز میں سے اہم تراشے اور بعض اوقات مکمل رسائل و میگزینز ہی محترم مولانا دوست محمد شاہد، مورخ احمدیت کو ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے لئے بھجوایا کرتا تھا۔ محترم مولانا موصوف کی شخصیت کا ایک وصف یہ تھا کہ آپ اپنے نام آنے والے خطوط، مکتوبات کا جواب بے حد مصروفیات کے باوجود اپنے ہاتھ سے رقم کر کے دیا کرتے تھے اور شعر کا یہ مصرعہ اکثر لکھا کرتے تھے۔

تجھ کو اس لطف کی اللہ ہی جزاء دے ساقی

خطوط کے جواب میں جن الفاظ کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا ان الفاظ کو جلی (Bold Font) کر کے لال و سبز رنگ سے لکھتے اور فقروں کے نیچے رنگ دار لکیر کھینچا کرتے گویا یوں لگتا جیسے رنگ رنگ کے موتی پروئے ہوں۔

ایک دفعہ خاکسار نے کچھ تراشے جب آنمکرم کو بھجوائے تو ماہ رمضان تھا۔ آپ نے ان تراشوں کی وصولی کے خط میں لکھا کہ ’’رمضان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے کیا گیا ہے کیونکہ بعض احادیث کے مطابق رمضان خود اللہ جلشانہٗ کا اسم مبارک بھی ہے۔‘‘

(درمنثور للسیوطی)

یہ خط 23/ اکتوبر 2004ء کا تحریر شدہ ہے۔ جو میرے ایک دوست زاہد محمود نے مہیا کر کے رمضان کے حوالے سے اداریہ لکھنے کی درخواست کی ہے۔

مکرم عبدالسمیع خان استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے خاکسار کی درخواست پر اس حدیث کے درج ذیل الفاظ مہیا فرمائے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، لَا تَقُوْلُوْا رَمَضَانَ فَاِنَّ رَمَضَانَ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا شَھْرُ رَمَضَانَ۔

(السنن الکبریٰ بیہقی جلد 4 صفحہ 339 کتاب الصیام، حدیث نمبر 7904)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کو رمضان نہ کہا کرو کیونکہ رمضان، اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بلکہ رمضان کو ماہ رمضان کہا کرو۔

الغرض ماہ رمضان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ مکرم مولانا مرحوم کے مطابق رمضان کا انتساب خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سے کیا ہے۔ یہ مبارک دن خالق حقیقی کو اپنا بنانے، اس کو سینے سے لگانے کے دن ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان مبارک دنوں کو اللہ کو مَل لینے کے دن کہا کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے ایک واقعہ یوں بیان فرمایا کہ:

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنے محل کے دروازے کھول کر درباریوں سے کہا کہ فلاں سے فلاں وقت تک یہ محل کھول دیا گیا ہے۔ آپ جو قیمتی اشیاء لینا چاہتے ہیں اٹھا کر لے جائیں۔ ایک ہوشیار اور دانا بوڑھا درباری اٹھ کر دھیرے دھیرے بادشاہ کی طرف بڑھنے لگا اور جا کر بادشاہ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا کہ بادشاہ سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں ہوسکتی۔ جس نے بادشاہ کو مَل لیا بادشاہ اس کا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ماہ رمضان کا محدود وقت ہوتا ہے۔ اس میں اپنے خدا کو ہاتھ لگا لیں۔ اس کو مَل لیں اور جس کا خدا ہو جائے ساری دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔ اس کو کسی اور کو مَلنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے معنوں میں یوں کہہ لیں کہ ماہ رمضان میں رمضان خدا کو مَلنے کی ضرورت ہے۔

* حدیث میں آتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔ (بیہقی شعب الایمان) مجمع الزوائد کے الفاظ یوں ہیں

فَاتَّقُوْا شَھْرَ رَمَضَانَ فَاِنَّہٗ شَھْرُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ

کہ رمضان کے مہینے کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا ہے:

’’میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کر دے کہ جو آئے، لے جائے۔ برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ اور آ کر لے جاؤ۔‘‘

(تربیتی درس از صدارت عمومی جلد اول صفحہ:126)

* ماہ رمضان کی ’’رمضان خدا‘‘ سے ایک نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے:

ذَاکِرُ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَہٗ وَسَائِلُ اللّٰہِ فِیْہِ لَا یَخِیْب

(جامع الصغیر)

کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے۔‘‘

(الحکم 24/ جنوری 1901ء)

* رمضان کا نام اس لئے رکھا گیا کہ یہ گناہوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

(کنزالعمال کتاب الصوم)

گویا ’’رمضان خدا‘‘ جس میں حلول کرے گا اس کے گناہ مٹ جائیں گے اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو گا کیونکہ اللہ کی آمد سے اللہ ہی اللہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کے معانی دو گرمیوں کے ضمن میں فرماتے ہیں:

’’رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 209)

اس آرٹیکل میں قارئین کرام کو ماہ رمضان کی اہمیت و افادیت اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کر کے ماہ رمضان کے دنوں میں اپنے اندر روحانی حرارت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے میرے لئے ہیں اور میں خود ہی اس کی جزاء بنوں گا۔

* ماہ رمضان کی اہمیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ظاہر و باہر ہے کہ آپ نے شعبان کے آخری روز صحابہ کی طرف اپنا رخ مبارک کر کے ایک خطاب فرمایا۔ جس کے آغاز میں آپؐ نے فرمایا کہ تم پر ایک ایسا عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے جو بہت برکتوں کا مہینہ ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے ایک رنگ میں مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی مشابہت ہو جاتی ہے۔

فارسی میں ضرب المثل ہے:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر باکبوتر، باز با باز

کہ ایک ہم جنس پرندہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ کبوتر، کبوتر کے ساتھ اور باز، باز کے ساتھ۔ پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال پیدا ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

(بخاری کتاب الایمان)

کہ جو ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادات کے لئے کھڑا رہا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ان معانی کو ’’رمضان اللہ کا نام ہے‘‘ پر لاگو کریں تو نہایت ہی لطیف اور عمدہ معانی سامنے آتے ہیں کہ جب ایک مومن ایمان کی حالت میں اور اپنی لغزشوں اور کمزوریوں کا احتساب کرتے ہوئے ’’رمضان خدا‘‘ کو اپنے سامنے پائے گا تو خوف خدا سے وہ پاک و صاف ہو جائے گا۔

* آخر میں صحیح بخاری کی ایک ایسی حدیث رمضان کی اہمیت کے لئے رکھنا چاہتا ہوں جو اوپر بیان شدہ مضمون کو مزید اجاگر کرتی ہے وہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ یا بعض روایات میں اذا دخل شھر رمضان کے الفاظ آتے ہیں

کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے۔ یہاں ماہ رمضان کے آنے کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ رمضان کے داخل ہونے کا ذکر ہے۔ تو اس کے معانی یہ ہوئے کہ جب ’’رمضان خدا‘‘ انسان کے اندر داخل ہو گا تو وہ نورانی چہرہ بن جائے گا۔ اس لئے جنت کے دروازے وا کر دیئے جائیں گے اور اس کی دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

گویا یہ حدیث بہت گہرے مضامین اپنے اندر رکھتی ہے کہ جب رمضان انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر شیطان کو وہاں قریب پھٹکنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے نہ جھوٹ بولا جائے۔ نہ گالیاں دی جائیں۔ نہ غیبت کی جائے۔ نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے۔ لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچا لیتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 377)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بابرکت مہینہ میں اپنا احتساب کرنے اور سچے دل کے ساتھ ماہ رمضان کی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ابوسعید)

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 4

مفارقت میں کشش

... قرآن کریم کس قدر عالی مضامین کو کیسے انداز اور طرز سے بیان کرتا ہے۔ پھر قرآن شریف میں ایک مقام پر رات کی قسم کھائی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اس وقت کی قسم ہے جب وحی کا سلسلہ بند تھا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک مقام ہے جو ان لوگوں کے لئے جو سلسلۂ وحی سے افاضہ حاصل کرتے ہیں آتا ہے۔ وحی کے سلسلہ سے شوق اور محبت بڑھتی ہے۔ لیکن مفارقت میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارجِ عالیہ پر پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ترقی ہوتی ہے اور روح میں ایک بیقراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ دعاؤں کی روح اس میں نفخ کی جاتی ہے کہ وہ آستانۂ الوہیت پر یا رب یا رب کہہ کر اور بڑے جوش اور شوق اور جذبہ کے ساتھ دوڑتی ہے۔ جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو۔ بے اختیار ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے۔ اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بیحد اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے اور اس دوڑ دھوپ اور قلق و کرب میں وہ لذت اور سرور ہوتا ہے جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو۔ روح میں جس قدر اضطراب اور بے قراری خدا تعالےٰ کے لئے ہوگی۔ اسی قدر دعاؤں کی توفیق ملے گی اور ان میں قبولیت کا نفخ ہوگا۔ غرض یہ ایک زمانہ ماموروں اور مرسلوں اور ان لوگوں پر جن کے ساتھ مکالماتِ الٰہیہ کا ایک تعلق ہوتا ہے آتا ہے اور اس سے غرض اللہ تعالیٰ کی یہ ہوتی ہے کہ تا ان کو محبت کی چاشنی اور قبولیت دعا کے ذوق سے حصہ دے اور ان کو اعلیٰ مدارج پر پہنچا دے تو یہاں جو ضحیٰ اور لیل کی قسم کھائی۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ اور مراتب محبت کا اظہار ہے اور آگے پیغمبر خداؐ کا ابراء کیا کہ دیکھو دن اور رات جو بنائے ہیں۔ ان میں کس قدر وقفہ ایک دوسرے میں ڈال دیا ہے۔ ضحیٰ کا وقت بھی دیکھو اور تاریکی کا وقت بھی خیال کرو۔ مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ (الضحیٰ:4)۔ خدا تعالیٰ نے تجھے رخصت نہیں کر دیا۔ اس نے تجھ سے کینہ نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ ایک قانون ہے۔ جیسے رات اور دن کو بنایا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایک قانون ہے کہ بعض وقت وحی کو بند کر دیا جاتا ہے تا کہ ان میں دعاؤں کے لئے زیادہ جوش پیدا ہو۔ اور ضحیٰ اور لیل کو اس لئے بطور شاہد بیان فرمایا۔ تا آپؐ کی امید وسیع ہو اور تسلی اور اطمینان پیدا ہو۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان قسموں کے بیان کرنے سے اصل مدعا یہ رکھا ہے کہ تا بدیہات کے ذریعہ نظریات کو سمجھا دے۔ اب سوچ کر دیکھو کہ یہ کیسا پرحکمت مسئلہ تھا مگر ان بدبختوں نے اس پر بھی اعتراض کیا

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

(ملفوظات جلد اول صفحہ 228-230 آن لائن ایڈیشن 1984)

تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو

• یکم فروری 1898ء۔ ’’آج تیسرا روز ہے۔ الہام ہوا کہ يَوۡمَ تَأۡتِيۡكَ الۡغَاشِيَةُ۔ يَوۡمَ تَنۡجُوۡا كُلُّ نَفۡسٍ بِمَا كَسَبَتۡ۔ یعنی ایک خوفناک غشی ڈالنے والا۔ انسان کو چاروں طرف سے گھیرنے والا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات پائے گا۔ اس وقت ہم ہر ایک شخص کو اس کے اعمال کے موافق جزا دیں گے۔‘‘

حضرت اقدسؑ نے ان الہامات کے بعد جماعت کو بڑی تاکید کی کہ تیاری کرو۔ نمازوں میں عاجزی کرو۔ تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑگڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔

ہمارے مبارک امام علیہ السلام بھی بار بار یہی وصیت فرماتے ہیں کہ جماعت متقی بن جاوے اور نمازوں میں خشوع و خضوع کی عادت کریں۔ اور ایک روز بڑے درد سے فرمایا کہ اصلاح و تقویٰ پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔۔۔

(منقول از خط مولوی عبدالکریمؓ
محررہ 4 فروری 1898ء مندرجہ الحکم جلد 2 نمبر 2 صفحہ 10 پرچہ 6 مارچ 1898ء)

دعائیہ کلمات فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ

پاک کلماتِ دعائیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہونٹوں سے نکلے ہوئے ہیں

• اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

(الحکم جلد 2 نمبر 1 صفحہ 9 پرچہ 20 فروری 1898ء)

حضرت اقدسؑ کی پاک باتیں

• 5 فروری 1898ء۔ (1) دعا کے بعد جلدی جواب ملے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔ (2) خدا تعالیٰ کا بظاہر تلوّن بھی رحمت ہے۔

• 22 فروری 1898ء۔ (3) دنیا کی دولت، سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 234-235، آن لائن ایڈیشن 1984ء)

قبولیت دعا میں توقف کامیابی کا موجب ہے

یہ یاد رکھو کہ دعا کے لئے اگر جلدی جواب مل جاوے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے ناامید نہ ہو۔ دعا میں جس قدر دیر ہو اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے تو خوش ہو کر سجدہ ہائے شکر بجالاؤ کیونکہ اس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔

دعا بہت بڑی سِپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونسؑ کی قوم گریہ و زاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں۔ اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعایوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں درمنثور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آجائے گا

ایں مشتِ خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

(ملفوظات جلد اول صفحہ 237-238، آن لائن ایڈیشن 1984)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ضائع ہوئی ہے اُس میں وہ بھی شہید ہو گئے۔

پس آجکل تو جگہ جگہ آگ کے پھندے ان دہشت گردوں نے لگائے ہوئے ہیں۔ ان کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ کس وقت کہاں کیا ہونا ہے۔ اس لئے انسان اُس سے مانگے کہ میرا گھر میں رہنا اور میرا باہر نکلنا تیرے فضل سے میرے لئے حَسَنَہ کا باعث بن جائے اور ان عذابوں سے مجھے بچا لے۔ اسی طرح آخرت کے عذاب سے بھی مجھے بچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس کے دَر کے نہ ہو۔ اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے...‘‘

گزشتہ سے پہلے خطبہ میں مَیں نے اس کی حضرت مصلح موعود کے حوالے سے تھوڑی وضاحت بھی کی تھی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اُس دَر کے نہ ہو، اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ’’غرض رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا۔ الخ ایسی دعا کرنا صرف اُنہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا رب جان چکے ہیں۔ اور اُن کو یقین ہے کہ اُن کے رب کے سامنے اَور سارے اربابِ باطلہ ہیچ ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہو گی۔ بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے۔ طرح طرح کے عذاب، خوف، خون، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دکھ، اولاد، بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن۔ غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں، بچائے رکھ‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 145 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 8/ مارچ 2013ء)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ الانفطار، المطففین، الانشقاق، البروج، الطارق، الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، البلد اور الشمس کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الانفطار

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بیس آیات ہیں۔

اس سورت کے آغاز پر بھی ستاروں کا ذکر ہے مگر ان کے ماند پڑنے کا نہیں بلکہ ٹوٹ جانے کا ذکر ہے کہ کلیۃً انسان رات کے اندھیروں میں ستاروں کے نور سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔ اور پھر سمندر کا ذکر کرتے ہوئے یہ بات دہرائی گئی کہ صرف سمندروں میں ہی کثرت سے جہاز رانی نہیں ہو گی اور ان کے راز دریافت کرنے کے لئے ان کو پھاڑا نہیں جائے گا بلکہ خشکی پر بھی آثار قدیمہ والے گزشتہ زمانہ کی مدفون تہذیبوں کی قبریں اکھیڑیں گے۔ اُس دن انسان کو معلوم ہو جائے گا کہ اس سے پہلے بنی نوع انسان اپنے آگے کیا بھیجتے رہے ہیں اور بعد کے دور کے آنے والے بھی کیا آگے بھیجیں گے۔

اس سورت کے آخر پر پھر یوم آخرت کے ذکر پر ایک آیت میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا کہ اصل ملکیت دنیا میں عارضی مالکوں کی نہیں بلکہ اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی طرف یوم الدین پر ہر ملکیت لوٹ جائے گی اور ہر دوسرا وجود ملکیت سے کلیتہً عاری کر دیا جائے گا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1138)

سورۃ المطفّفین

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سینتیس آیات ہیں۔

اس سورت میں ایک دفعہ پھر میزان کی طرف انسان کو متوجہ فرمایا گیا ہے کہ تم تبھی کامیاب ہو سکتے ہو اگر عدل پر قائم ہو۔ یہ نہ ہو کہ لینے کی پیمانے اَور ہوں اور بانٹنے کے پیمانے اَور۔ اس میں اس دور کی تجارت کا بھی تجزیہ فرما دیا گیا ہے۔ بڑی بڑی امیر قومیں جب بھی غریب قوموں سے سودا کرتی ہیں تو لازماً اس سودے میں ہمیشہ غریب قوموں کا نقصان ہوتا ہے۔ فرمایا کیا یہ لوگ سوچتے نہیں کہ ایک بہت بڑے حساب کتاب کے دن وہ اکٹھے کئے جائیں گے جس میں ان کے دنیا کے سودوں کا بھی حساب ہو گا۔ یہ وہ یوم الدین ہے جس کا ذکر پچھلی سورت کے آخر پر گزرا ہے۔

اس کے بعد کی آیات میں واضح طور پر یوم الدین کا ذکر فرما کر متنبہ کیا گیا کہ یوم الدین کے منکرین پہلے زمانوں میں بھی ہلاک کر دیئے گئے تھے اور زمانہ آخِرین میں بھی بد انجام کو پہنچیں گے۔

اس کے بعد کی آیات میں اہل جہنم اور اہل جنت کا تقابلی جائزہ پیش فرمایا گیا ہے اور متنبہ فرمایا گیا ہے کہ اس دن وہ لوگ جن سے یہ دنیا میں تمسخر کرتے ہوئے آوازے کستے اور آنکھوں کے اشاروں سے ان کی تذلیل کرتے ہوئے انہیں کافر گردانا کرتے تھے وہ اُن کفار پر ہنسیں گے اور اُن سے پوچھیں گے کہ بتاؤ اب تمہارا کیا حال ہے؟

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1141)

سورۃ الانشقاق

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھبیس آیات ہیں۔

سورتوں کے گزشتہ اسلوب کو برقرار رکھتے ہوئے ایک دفعہ پھر دنیا میں رونما ہونے والی عظیم تبدیلیوں کو آخرت پر گواہ ٹھہرایا گیا ہے۔ ایک دفعہ پھر آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر ہے جس کا ایک معنی یہ ہے کہ طرح طرح کی بلاؤں کا نزول ہو گا۔

اس کے بعد زمین کے پھیلا دیئے جانے کا ذکر ہے۔ ویسے تو زمین اس دنیا میں پھیلائی ہوئی دکھائی نہیں دیتی لیکن نزول قرآن کے زمانہ میں انسان کے علم میں صرف آدھی دنیا تھی اور آدھی دنیا امریکہ وغیرہ کی دریافت کے ذریعہ معنًا پھیلا دی گئی اور یہی وہ دَور ہے جس میں سب سے زیادہ زمین اپنے مدفون رازوں کو اٹھا کر باہر پھینک دے گی، گویا خالی ہو جائے گی۔ یہ نیا سائنسی ترقی کا دَور امریکہ کی دریافت سے ہی شروع ہوتا ہے۔

اس کے بعد یہ پیشگوئی ہے کہ جب دن اندھیروں میں تبدیل ہو رہا ہو گا اور پھر رات چھا جائے گی اور ایک دفعہ پھر اسلام کا چاند طلوع ہو گا، اُس دن تم درجہ بدرجہ ترقی کی آخری منازل طے کر رہے ہو گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1146)

سورۃ البروج

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تئیس آیات ہیں۔

اس سورت کا گزشتہ سورت سے تعلق یہ ہے کہ اُس میں از سر نو اسلام کے چاند کے طلوع ہونے کا ذکر تھا۔ یہ واقعہ کب رونما ہو گا اور اس کا مقصد کیا ہو گا؟ یاد رہے کہ آسمان کے بارہ برج ہیں تو گویا بارہ سو سال کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کا وقت آئے گا اور جس طرح چاند سورج کی گواہی دیتا ہے اسی طرح ایک آنے والا شاہد اپنے عظیم مشہود یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دے گا۔ اور اس گواہی میں اس کے سچے متبعین بھی شامل ہوں گے۔ ان کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں ہو گا کہ وہ آنے والے پر ایمان لے آئے لیکن اس کے باوجود اُن کو انتہائی ظالمانہ سزائیں دی جائیں گی یہاں تک کہ آگ میں جلایا جائے گا اور دیکھنے والے آرام سے اس کا تماشہ دیکھیں گے۔ یہ تمام واقعات مِن وعَن پاکستان میں مخلص احمدیوں کے خلاف مسلسل ہو رہے ہیں۔

اس سورت کے آخر پر اس بات کی شدت تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ پہلی قوموں نے جب اس قسم کے مظالم کئے تھے تو ان کے مظالم نے انہیں گھیر لیا تھا۔ پس اُس قرآن کی قسم ہے جو لوح محفوظ میں ہے کہ تم بھی اپنے جرموں کی سزا پاؤ گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1149)

سورۃ الطارق

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اٹھارہ آیات ہیں۔

اس میں سورۃ البروج کے مضمون کو ہی آگے بڑھایا گیا ہے اور پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اس اندھیری رات میں اللہ تعالیٰ اپنے آسمانی محافظ مقرر فرمائے گا جو اُن مظلوم بندوں کی نصرت فرمائیں گے۔ انسان اس بات پر غور کیوں نہیں کرتا کہ وہ ایک اچھلنے والا اور ڈینگیں مارنے والا وجود ہی تو ہے۔ پس بالآخر وہ ضرور اپنی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں پکڑا جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اس دَور کے متبعین کو یہ ہدایت ہے کہ یہ لوگ کچھ دیر اور شرارتیں کر لیں، بالآخر پکڑے جائیں گے۔ پس انتظار کرو اور ان کو کچھ مہلت دے دو۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1153)

سورۃ الاعلیٰ

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بیس آیات ہیں۔

اس سورت کے آغاز ہی میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اللہ والوں کا نام ہی غالب ثابت ہو گا۔ پس یہ نصیحت ہے کہ نصیحت کرتے چلے جاؤ۔ یقیناً نصیحت بالآخر فائدہ دے گی گو آغاز میں بظاہر نا کام دکھائی دے۔ پھر انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نصیحت سے بے بہرہ اس لئے ہوتے ہو کہ تم نے دنیا کی زندگی کو اُخروی زندگی پر ترجیح دی ہے حالانکہ آخرت ہی بھلائی اور بقا کا گھر ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1157)

سورۃ الغاشیہ

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ستائیس آیات ہیں۔

اس سورت میں ایسے مسلسل آنے والے عذابوں کا ذکر ہے جو ڈھانپ دیں گے اور اس دن چہرے سخت خوفزدہ ہوں گے اور بہت مشقت میں مبتلا ہوں گے اور تھک کر چور ہو جائیں گے۔ وہ بھڑکنے والی آگ میں داخل ہوں گے اور ان کی خوراک تھوہر کے سوا کچھ نہیں ہو گی جو نہ انہیں موٹا کر سکے گا نہ ان کی بھوک مٹا سکے گا۔ یہ ایک تمثیل ہے جو مِن و عَن تھوہر پر لگنے والے بظاہر میٹھے پھل کے اثرات کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو کھانے والوں کو بالآخر بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔

اس کے بعد تمام سورت اُخروی زندگی میں ہونے والے واقعات کا ذکر فرما کر بالآخر اس حساب کا ذکر کرتی ہے جس کے لئے انسان کو ضرور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہو گا۔

اس سورت کی آخری آیت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز میں شامل سب مقتدی نسبتاً بلند آواز سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم سے آسان حساب لینا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1161)

سورۃ الفجر

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم

بقیہ صفحہ 7 پر

علامہ محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت مولانا عبدالرحمٰنؓ فاضل درویش

سابق ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ راہ
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ راہ

آپ کی وفات پرنصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن آپ کی شخصیت ایسی نہیں کہ آسانی سے آپ کو بھلایا جا سکے اور آپ کو یاد نہ کیا جا سکے۔آج بھی آپ کے صحبت نشین آپ کو دیکھنے اور سننے والے اور آپ کے بے شمار شاگرد رشید دنیا بھر میں موجود ہیں۔عرصہ دس سال 1967 سے 1977 تک راقم الحروف کو آپ کے خطبات جمعہ، خطبات نکاح، تقاریر، وعظ ونصیحت اور لگاتار جلسہ سالانہ قادیان کے افتتاحی خطابات آپ کے روبرو آپ کے سامنے بیٹھ کر سننے کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ کے سکینت بخش سائے میں یہ حسین وجمیل سال گزرے۔آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم اور ہماری نسلیں آپ کے نقش قدم پر چلیں اور آپ کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن رہیں۔

آپ کی پررعب شخصیت کسی حال میں بھی محتاج تعارف نہیں۔یادوں کی جگالی کرتے ہوئے دل بوجھل ہوجاتا ہے، قلم حرکت نہیں کرتا، ہاتھ کانپنے لگتا ہے، عالم بالا سے آپ کی گرج دار آواز آج بھی کانوں میں ٹکراتی ہے۔صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ آپ کا شمار 313 درویشان قادیان میں بھی ہوتا ہے جو تاریخ احمدیت کا ایک سنہری اور درخشندہ باب ہے۔جنہیں اولوالعزم حضرت مصلح موعودؓ نے تقسیم ملک کے وقت قادیان کے مقامات مقدسہ کی پاسبانی کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔ان میں سرفہرست آپ کا نام بھی ہے۔تادم آخر آپ نے اس فریضہ کو بلند ہمتی، کڑی محنت اور جفاکشی سے خود بھی اور درویشان کرام کو ساتھ لے کر پوری ذمہ داری اور وفاداری کے ساتھ کماحقہٗ ادا کیا اور یہ 313 کی وہی نسبت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر جہاد کے لئے 313 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کا انتخاب فرمایا تھا جو ہزاروں پر بھاری پڑے تھے۔اور حضور ﷺ سے یہ عہد کیا تھا ’’ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے اور دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی لڑیں گے دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے۔‘‘ یہاں پر بھی 313 درویشان قادیان نے حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضلؓ کی قیادت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے یہ عہد کیا تھا کہ ’’ہم قادیان کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے آگے بھی رہیں گے پیچھے بھی رہیں گے اور دائیں بھی رہیں گے بائیں بھی رہیں گے‘‘۔اس عہد کو کمال حد تک پورا کر دکھایا اور ایک تاریخ رقم کر دی۔اس کی کسی قدر تفصیل خاکسار کے ایک مضمون اسی اخبار الفضل آن لائن لندن کی ایک اشاعت میں آچکی ہے۔

آپ نے 85 سال کی صحت مند عمر پائی خود کو اس قدر فٹ رکھا کہ

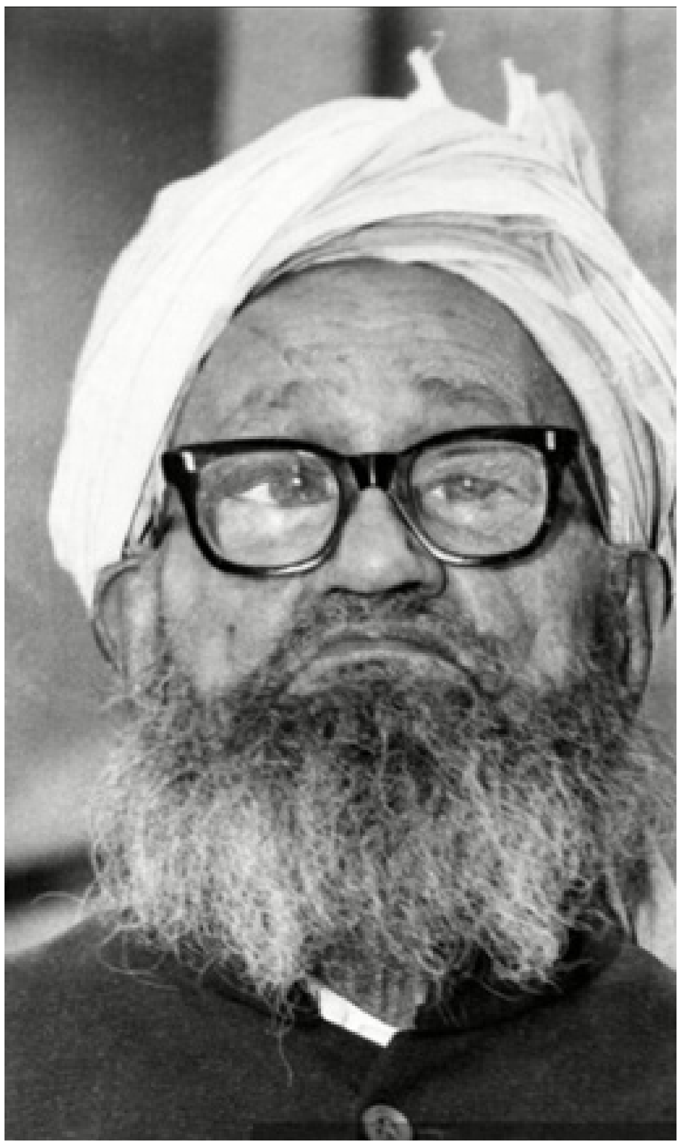

بیماری پاس بھی نہیں آئی اس عرصہ میں آپ نے شاندار کارناموں کے ایسے نقوش اور یادگاریں چھوڑیں ہیں جو ہمیشہ آپ کی یاد دلاتی رہیں گی۔

حضرت امیر صاحب کے الفاظ جو صرف اور صرف آپ کی شخصیت کو اجاگر کرتے تھے گویا آپ کے لئے یہ الفاظ مخصوص ہیں، ہندو ہوں، ہوعیسائی ہوں، ہو سکھ ہوں، غیر احمدی ہوں یا احمدی ہوں، کسی بھی شخص کی زبان سے یہ الفاظ حضرت امیر صاحب نکلتے تو آپ کی پررعب اور پروقار بزرگ شخصیت آنکھوں کے سامنے آجاتی گویا آپ سامنے کھڑے ہیں مجھے نہیں معلوم یہ کرشماتی صورت حال کسی اور امیر کے حصہ میں بھی آئی ہو۔یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ آپ ہر ایک کے ساتھ بلا مذہب وملت حسن سلوک اور احسان فرماتے تھے ہر کسی کے دکھ درد میں شریک ہوتے، ان کی مشکلات کو دور کرتے، ان کی پریشانیوں کا حل نکالتے گویا خیرالناس من ینفع الناس (حدیث شریف) کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔آپ کی ساری زندگی ہی خدمت دین اور خدمت خلق میں گزری ہے آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب تھی کوئی گوشہ مخفی نہیں تھا آپ کے پاس اقتدار بھی تھا اور اختیار بھی تھا کبھی بھی اپنے اس کا بے جا استعمال نہیں کیا۔حقدار کو اس کا حَقٌّ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (قرآن کریم) کی بھی آپ کو اچھی طرح پرکھ تھی اس کے معنی اور مفہوم کو بخوبی جانتے ہوئے اس پر عمل کرتے تھے جانب داری اور اقرباء پروری سے آپ کا دامن ہمیشہ پاک وصاف رہا۔

جنوبی ہند سے ایک جنگلی جانور ہاتھی پر سوار دو خانہ بدوش گھومتے گھماتے قادیان ریلوے اسٹیشن کے پاس آ کر اپنا ڈیرہ جما دیا ان میں ایک ہندو تھا دوسرا مسلمان ان میں سے ایک جو مسلمان تھا وہ اچانک فوت ہوگیا اس کا ساتھی بہت پریشان ہوا وطن سے کوسوں دور اور پنجاب میں ان دنوں کوئی مسلم آبادی نہیں تھی۔اسی اثناء ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے مشورہ دیا کہ منارۃ المسیح کے پاس جاؤ اور حضرت امیر صاحب سے ملو آپ کا حل نکل آئے گا۔چنانچہ وہ محلہ احمدیہ قادیان میں آ کر حضرت امیر صاحب سے ملا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔حضرت امیر صاحب نے بلا کسی تحقیق و تصدیق بلا تاخیر مکرم بدرالدین صاحب عامل درویش جنرل سکریٹری کو اپنے دفتر میں طلب کیا اور ہدایت دی کہ یہ ہندو ہے اس کا ایک ساتھی مسلمان فوت ہوگیا ہے۔ریلوے اسٹیشن قادیان کے پاس میت ہے وہاں سے میت کو لے کر آؤ اور غسل اور کفن دو اور نماز جنازہ پڑھاؤ اور عام بچوں کے قبرستان میں تدفین کرو۔چنانچہ اس ہدایت پر مکمل عمل ہوا آپ نے ایک اجنبی ہندو کی زبان پر بھروسہ کرکے اس کی پریشانی کو دور کر دیا۔

خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان سے فارغ التحصیل ہوا دو ماہ کی چھٹیاں گزارنے اور رزلٹ آنے پر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں حاضری ہونی تھی ایک درویش بھائی جو دفتر میں مددگار کارکن تھے صبح ہی صبح خاکسار کے پاس آئے کہنے لگے حضرت! میرا ایک ضروری کام کر دو ان دنوں خاکسار کو ہر ایک چھوٹا بڑا حضرت کے نام سے بلاتا تھا مجھے پاکستان اپنے رشتے داروں سے ملنے جانا ہے بڑی مشکل سے دو ماہ کا ویزا لگ گیا ہے افسر صاحب کہہ رہے ہیں اس قدر چھٹی نہیں دے سکتے دفتری کام میں حرج ہوگا آپ اپنی جگہ کسی متبادل شخص کو لے آؤ اسے معاوضہ بھی دیں گے اور آپ کی چھٹی بھی منظور کر دیں گے۔چنانچہ خاکسار درویش بھائی کے ہمراہ دفتر حاضر ہوا اور اس کام کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کر دی ان کی چھٹی منظور ہوئی اور وہ پاکستان چلے گئے۔ابھی دفتر میں کام کرتے ہوئے صرف دو تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک ضروری دفتری ڈاک لیکر حضرت امیر صاحب کے دفتر میں حاضر ہوا۔ڈاک رجسٹر ٹیبل پر سامنے رکھ دیا۔گرج دار آواز میں کہا یہ کیا ہے؟ میں نے ساری صورت حال بیان کر دی۔فرمانے لگے کوئی ضرورت نہیں ہے یہ رجسٹر ان کو واپس کر دو اور کہو کہ امیر صاحب نے اپنے دفتر میں ٹیبل پر کام کرنے کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔یہ ہے آپ کی قدر دانی اور حسن سلوک۔آپ جانتے تھے گر حفظ مراتب نہ کنی زندیق۔ اگر مقام و مرتبہ کا خیال نہ رکھو گے تو زندیق اور بے دین شمار ہوں گے۔

بہت کم عمر ہی میں آپ کے ماموں حضرت حافظ شیخ حامد علی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو بعد میں آپ کے خسر بھی ہوئے۔آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت قادیان کے دینی ماحول میں ہو آپ کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کرایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دینی درسگاہ مدرسہ احمدیہ قادیان کے آپ وہ دوسرے خوش نصیب طالب علم ہیں جو مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخل ہوئے اور اسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہو کر استاد مدرسہ احمدیہ مقرر ہوئے اور ساتھ ہی ٹیوٹر بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے فرائض بھی خوش اسلوبی سے بجالاتے رہے۔

پھر آپ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ مقرر ہوئے وہاں درس و تدریس میں ایک

طویل عرصہ تک جڑے رہے بے شمار چوٹی کے علماء ومبلغین، مربیان اور معلمین کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل رہا ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح الاولؓ اور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی براہ راست صحبت میں رہ کر جو جو موتی چنے اور تربیت حاصل کی اسے اپنے شاگردوں میں بھی منتقل کر دیا۔ آپ کا یہ فیض صدقہ جاریہ کے طور پر نسل در نسل جاری رہے گا۔ تقسیم ملک سے قبل ہی آپ کو مسجد اقصیٰ قادیان کی مرکزی مسجد میں امامت کے فرائض پر مامور کیا گیا۔ خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کی خوشنودی اور سند آپ کو ہمیشہ حاصل رہی۔ اظہار تشکر کے طور پر اس کا اکثر ذکر کرتے ہیں۔ آپ کا روز کا معمول تھا بلاناغہ روزانہ ہی قدیم لنگر خانہ کی طرف جاتے ہوئے چبوترے کے پاس آرام کردہ کرسی پر بعد نماز عصر سے مغرب کی اذان تک براجمان رہتے (آج وہاں چبوترے پر کانفرنس ہال تعمیر ہوا ہے) شاید کوئی مصیبت زدہ شخص، کوئی غم کا مارا درویش بھائی اپنی روداد غم سنانے کے لئے حاضر ہو۔ کوئی راز ونیاز کی باتوں میں آپ سے مشورہ کرے کوئی پریشان حال شخص اپنی پریشانی کی دوری کے لئے دعا کی درخواست کا خواہاں ہو۔ آپ بلا مذہب وملت ہر ایک کی رستگاری کرتے۔ سائل ومسئول کے علاوہ کسی دوسرے کو خبر بھی نہ ہوتی باہر کی بات باہر ہی رہتی اور دفتر کی بات دفتر میں رہتی۔ آج بھی اس راستے سے گزر ہوتا تو آنکھیں آپ کو ڈھونڈتی ہیں قدم لڑکھڑاتے ہیں آگے نہیں بڑھتے۔ جبکہ نصف صدی سے زائد عرصہ بیت چکا ہے۔ پچاس پر پانچ سال ہو چکے ہیں آپ کی گرجدار آواز کانوں میں گونجتی ہے کیا حال ہے کہاں جا رہے ہو سر پر ٹوپی کیوں نہیں جس کی شدت میں نرمی تھی جس کے رعب دبدبہ میں پیار تھا جس کی جھڑک میں شفقت تھی وہ آج ہم میں نہیں وہ اپنے دفتر میں بولتے تو بڑے گیٹ تک انکی آواز سنائی دیتی۔ خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ کو قادیان میں امیر جماعت مقرر کیا گیا تو قادیان کے دونوں مرکزی مساجد مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ تا وفات 1977 تک باری باری (ایک باری حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم کی) خطبات جمعہ اور خطبات نکاح اور امامت کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مسجد اقصیٰ میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد نماز عشاء تک مسجد ہی میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر چلے جاتے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ناظر اعلیٰ وصدر انجمن احمدیہ کی اہم ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی تھی پوری ذمہ داری، ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ کمال حسن نظام اور خوبی سے آخر دم تک اس فریضہ کو ادا کیا ہے۔ دفتری اوقات کی پابندی کرتے، دفتری وقت سے پہلے دفتر میں حاضر ہوتے اور دفتری وقت ختم ہونے کے بعد سب سے آخر میں دفتر سے باہر آتے۔ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی کے علاوہ ناظم دار القضاء وصدر قضاء بورڈ وغیرہ کے مختلف محکمہ آپ کے سپرد تھے۔ جو بھی بزرگان سلسلہ کی طرف سے آپ کو خدمات پر مامور کیا گیا پوری خندہ پیشانی اور بشاشت قلب اور کشادہ دلی سے اسے قبول کیا اور اپنی سعادت اور خوش نصیبی جان کر ذمہ داری سے فرائض بجالاتے رہے۔

سالہا سال تک تادم آخر جلسہ سالانہ قادیان کے افتتاحی اجلاس کی صدارت آپ کے حصہ میں آئی۔ انتظامی امور میں آپ کو کمال مہارت تھی اس کے ساتھ عالم باعمل تھے۔ درویشان قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں کے لئے ایک بہت ہی وسیع سائبان تھے جسے قدرت نے اپنے پاس بلالیا۔ میں نے کسی جگہ پڑھا تھا ''موت العالم موت العالم'' زیر وزبر کا فرق ہے۔ یعنی ایک عالم کی موت ایک عالم (دنیا) کی موت ہے آپ کی وفات پر یہ عقدہ کھلا۔ یہ ضرب المثل آپ کی وفات سے واضح ہوئی آپ نے اپنے آخری سفر پر غمزدہ درویشان قادیان کے کندھوں پر کرتے ہوئے سرگوشی کی۔

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

مذہب اسلام میں نوحہ کرنے کی ممانعت ہے جب سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی وفات ہوئی تو ان کے قبیلہ اور گھر والوں نے نوحہ کرنا شروع کیا کسی نے دربار خلافت میں حضرت عمر بن خطابؓ سے اس بات کی شکایت کر دی تو آپؓ نے فرمایا ''انہیں نوحہ کرنے دو ایسی شخصیت دنیا سے اٹھ گئی ہے ان پر جس قدر بھی نوحہ کیا جائے کم ہے''

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ کی اچانک وفات اور جدائی بھی درویشان قادیان کے لئے اس صورتحال سے کچھ کم نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور درجات بلند کرتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

بقیہ: سورت الانفطار، المطففین ...... از صفحہ 5

اللہ سمیت اس کی اکتیس آیات ہیں۔

اس سورت کا نام الفجر ہے اور فجر کے طلوع پر دس راتوں کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے اور پھر دو اور ایک کو بھی گواہ ٹھہرایا گیا ہے جو کل تیرہ بنتے ہیں۔ یہ تیرہ سال ابتدائی مکی دور کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس کے بعد ہجرت کی فجر طلوع ہوئی تھی۔

ان آیات کی اور بھی بہت سی تشریحات پیش کی گئی ہیں جن میں آخرین کے دور میں طلوع ہونے والی ایک فجر کا بھی اشارہ ملتا ہے لیکن اوّل فجر جو ہے اس کا ذکر بڑی قطعیت سے ملتا ہے اس لئے اسی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

اس سورت کی بقیہ آیات میں بار بار بنی نوع انسان کی خدمت کی تحریص کی گئی ہے۔ فرمایا غریبوں اور مظلوم قوموں کو آزادی دلانے کے سلسلہ میں جو بھی محنت کرے گا اس کے لئے خوشخبری ہے کہ وہ عظیم جزا پائے گا۔ اور سب سے بڑی خوشخبری آخری آیت میں یہ عطا فرمائی گئی ہے کہ وہ اس حال میں مرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو یہ فرماتے ہوئے اپنی طرف بلائے گا کہ اے وہ نفس! جو میرے بارہ میں کلیۃً مطمئن ہو چکا تھا، صرف راضی ہی نہیں بلکہ مرضیّہ بھی تھا یعنی میری رضا بھی اس کو حاصل تھی، اب میرے بندوں میں داخل ہو جا اور اس جنت میں داخل ہو جا جو میرے بندوں کی جنت ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1165)

سورۃ البلد

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی اکیس آیات ہیں۔

گزشتہ سورت میں مکہ کی جن راتوں کو گواہ ٹھہرایا گیا تھا اسی مکہ کا ذکر پھر دوبارہ شروع فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مَیں اس شہر کو گواہ ٹھہراتا ہوں اُس وقت تک جب تک تُو اس میں ہے کہ جب تجھے اس شہر سے نکال دیں گے تو یہ شہر پھر امن دینے والا نہیں رہے گا۔

اس کے بعد آنے والی نسلوں کو گواہ ٹھہرایا ہے کہ انسان کے مقدر میں مسلسل محنت ہے۔ جب اسے نورِ نبوت عطا کیا جاتا ہے تو اس کے سامنے دینی اور دنیوی ترقی کے دو راستے کھولے جاتے ہیں لیکن انسان مشقّت کا راستہ اختیار کرکے دینی و دنیوی بلندیوں کی طرف چڑھنے کی بجائے ڈھلوان کا آسان راستہ اختیار کرتا ہے اور تنزل کی طرف گرتا ہے۔ یہاں بلندی پر چڑھنے کے مضمون کو کھول دیا گیا کہ کسی ظاہری پہاڑی پر چڑھنا مراد نہیں بلکہ جب غریب قوموں کو بھوک ستائے اور قوموں کو غلام بنا لیا جائے اس وقت اگر کوئی ان کی گردنوں کو آزاد کرانے کے لئے جدوجہد کرے اور فاقہ کشوں اور خاک بسر لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے کوشش کرے تو یہی لوگ ہیں جو بلندیوں کی طرف چڑھنے والے ہیں۔ لیکن یہ مطمح نظر ایسا ہے کہ ایک دو دن میں طے ہونے والا نہیں۔ اس کے لئے مسلسل صبر سے کام لیتے ہوئے صبر کی تلقین کرنی پڑے گی اور مسلسل رحمت سے کام لیتے ہوئے رحمت کی تلقین کرنی پڑے گی۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1170)

سورۃ الشمس

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سولہ آیات ہیں۔

اس میں ایک دفعہ پھر یہ پیشگوئی فرمائی گئی کہ اسلام کا سورج ایک دفعہ پھر طلوع ہوگا اور وہ چاند پھر چمکے گا جو اس سورج کی روشنی سے فیض یاب ہوگا اور پھر ایک فجر طلوع ہوگی اور اس کے بعد پھر ایک اندھیری رات چھا جائے گی یعنی کوئی صبح بھی ایسی نہیں ہوا کرتی جس کے بعد ظلمتوں کے اندھیرے پھر بنی نوع انسان کو گھیر نہ لیں۔

پھر یہ عظیم الشان اعلان ہے کہ ہر نفس کو اللہ تعالیٰ نے عدل کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اسے اپنے اچھے بُرے کی تمیز الہام فرمائی ہے۔ جس نے اپنی ودیعت کردہ صلاحیتوں کو پروان چڑھایا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جس نے اپنی ودیعت کردہ صلاحیتوں کو مٹی میں گاڑ دیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اس کے بعد ثمود کی قوم اور اس کے رسول کی ناقہ کا ذکر ہے۔ ممکن ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جس ناقہ پر پیغام پہنچانے کے لئے سفر کیا کرتے تھے، جب اس ناقہ کی کونچیں ان کی قوم نے کاٹ ڈالیں تو پھر اُن پر بہت بڑی تباہی آئی۔ پس نبیوں کے دشمن جب بھی ان ذرائع ابلاغ کو کاٹتے ہیں جن کے ذریعہ ہدایت کا پیغام پہنچایا جاتا ہے تو وہ بھی ہمیشہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1173)

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 14؍ جنوری 2022ء

بصورت سوال و جواب

سوال: نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعاقب سُراقہ بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! سُراقہ تیرا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔ سُراقہ حیرت زدہ ہو کر پلٹا اور کیا کہا؟

جواب: کسریٰ بن ہُرمُز! آپؐ نے فرمایا، ہاں! وہی کسریٰ بن ہُرمُز۔

سوال: کن کے زمانۂ خلافت میں کسریٰ کے کنگن، اُس کا تاج اور اُس کا کمر بند لایا گیا تو اُنہوں نے سُراقہ کو بلایا اور فرمایا! اپنے ہاتھ بلند کرو اَور اُنہیں کنگن پہنائے اور فرمایا کہ کہو! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں جس نے کسریٰ بن ہُرمُز سے یہ دونوں چھین کر عطاء کیئے؟

جواب: حضرت عمر فاروقؓ

سوال: باِرشاد حضرت المصلح الموعودؓ آنحضرتؐ کی سُراقہ والی پیشگوئی کب جا کر لفظ بلفظ پوری ہوئی نیز آپؓ نے اِسے کیا قرار دیا ہے؟

جواب: سولہ، سترہ سال بعد؛ بڑی پیشگوئی، مصفّٰی غیب۔

سوال: ہجرت کے سفر کے دوران ایک خیمہ کے پاس سے گزرتے ہوئے زادِ راہ کی طلب میں نبیٔ کریمؐ کا قافلہ رُکا، یہ کن کا خیمہ تھا؟

جواب: اُمّ مَعبَد (عاتکہ بنتِ خالد)

سوال: اجازت ملنے پر رسول اللہؐ نے (کمزور) بکری منگوائی، اُس کے تھن پر ہاتھ پھیرا، اللہ عزّ وجلّ کا نام لیا اور اُمّ مَعبَد کے لیئے اُس کی بکری میں برکت کی دعا کی، اِس پر کس معجزہ کا ظہور ہوُا؟

جواب: بکری آپؐ کے سامنے آرام سے کھڑی ہوگئی اور اُس نے خوب دودھ اُتارا اَور جُگالی شروع کر دی پھر آپؐ نے اِن سے ایک برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیر کرسکتا تھا۔ اُس میں اتنا دودھ دوہا کہ جھاگ اُس کے اوپر تک آ گئی۔ اِسی طرح اُمّ مَعبَد اور پھر ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے، اُن سب کے آخر میں آپؐ نے خود نوش کیا اور فرمایا! قوم کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔

سوال: قُدَید مقام پر نصب مشہور مَنَاۃ بُت کی کون پرستش کیا کرتے تھے؟

جواب: اہلِ مدینہ

سوال: بوقتِ ہجرتِ مدینہ راستہ میں کنہیں آنحضرتؐ سے شرفِ ملاقات حاصل ہوُا نیز اُنہیں آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید کپڑے پہنانے کی سعادت حاصل ہوئی؟

جواب: حضرت زبیرؓ بن العوام

سوال: بخاری کی ایک روایت ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ راہ گزرتے ہوئے کئی دوسرے قافلہ والے جو کہ حضرت ابوبکرؓ کو اُن کے اکثر تجارتی سفروں کی وجہ سے اِنہی جگہوں پر دیکھ چکے تھے پوچھتے کہ آپؓ کے ساتھ یہ کون ہے تو آپؓ کیا کہہ دیتے؟

جواب: یہ مجھے راستہ دکھانے والے ہیں۔ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِيَ السَّبِيْلَ؛ یہ شخص مجھے راستہ کی طرف ہدایت دینے والے ہیں۔ لوگ سمجھتے کہ گائیڈ ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی مراد راہِ ہدایت سے ہوتی۔

سوال: کتنے دن سفر کرتے ہوئے خدائی نصرتوں کے ساتھ آخر کار (ماہِ ربیع الاوّل) پیر کے دن آپؐ مدینہ کے راستہ قُبا پہنچ گئے؟

جواب: آٹھ

سوال: بمطابق حدیث کس دن آنحضرتؐ پیدا ہوئے، مکّہ سے نکلے اور مدینہ پہنچے نیز آپؐ کی وفات ہوئی؟

جواب: پیر

سوال: برموقعٔ مدینہ تشریف آوری کیا ایسی بات ہوئی جو رسول اللہؐ کی سادگی کے کمال پر دلالت کرتی تھی؟

جواب: مدینہ کے اکثر لوگ آپؐ کی شکل سے واقف نہیں تھے، جب قُباء سے باہر ایک درخت کے نیچے آپؐ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ بھاگتے ہوئے مدینہ سے آپؐ کی طرف آ رہے تھے تو چونکہ رسول اللہؐ بہت زیادہ سادگی سے بیٹھے ہوئے تھے اُن میں سے ناواقف لوگ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر جو عمر میں گو چھوٹے تھے مگر اُن کی داڑھی میں کچھ سفید بال آئے ہوئے تھے اور اِسی طرح اِن کا لباس رسول اللہؐ سے کچھ بہتر تھا یہی سمجھتے کہ ابوبکرؓ، رسول اللہؐ ہیں اور بڑے ادب سے آپؐ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔

سوال: مذکورہ بالا تناظر میں حضرت ابوبکرؓ نے کس لطیف طریق سے لوگوں پر اُن کی غلطی کو ظاہر کر دیا؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ بات دیکھی تو سمجھ لیا کہ لوگوں کو غلطی لگ رہی ہے وہ جھَٹ چادر پھیلا کر سورج کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا! یا رسول اللہؐ آپؐ پر دھوپ پڑ رہی ہے، مَیں آپؐ پر سایہ کرتا ہوں۔

سوال: کن سے مروی ہے، جب آنحضرتؐ تشریف لائے تو ہم نے یوں محسوس کیا کہ ہمارے لیئے مدینہ روشن ہو گیا اور جب آپؐ فوت ہوئے تو اُس دن سے زیادہ تاریک ہمیں مدینہ کا شہر کبھی نظر نہیں آیا؟

جواب: حضرت انسؓ بن مالک

سوال: قُبا کے انصار نے آنحضرتؐ کا کیسا استقبال کیا نیز آپؐ کن کے مکان پر فروکش ہوئے؟

جواب: نہایت پُر تپاک؛ کلثومؓ بن الہِدم؍ رئیس خاندان عَمرو بن عوف۔

سوال: رسولِ کریمؐ نے دورانِ قیامِ قُبا ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی، اُسے کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: مسجدِ قُبا

سوال: کن کی رائے تھی کہ مدینہ کی تمام مساجد جس میں قُبا کی مسجد بھی شامل ہے اِس کی بنیاد تقویٰ پر ہی رکھی گئی ہے لیکن جس کے متعلق آیت نازل ہوئی تھی وہ مسجد قُبا ہی ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما

سوال: جمعہ کے دن نبیٔ کریمؐ قُبا سے مدینہ کے لیئے روانہ ہوئے، راستہ میں جب بنوسالِم بن عوف کی آبادی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا آپؐ نے مسلمانوں کے ہمراہ وادیٔ رانوناء کی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کی اور اُن کی تعداد ایک سَو تھی۔ جب آپؐ نے اِس مسجد میں جمعہ کی نماز اَدا کی تو اُس وقت سے اِس مسجد کو کیا کہا جانے لگا؟

جواب: مسجد الجمعہ

سوال: مؤخر الذکر تناظر میں کہ یہ پہلا جمعہ تھا جو نبیٔ کریمؐ نے مدینہ میں پڑھا، حضرت مرزا البشیر احمد صاحبؓ اِس حوالہ سے کیا تحریر فرماتے ہیں؟

جواب: مؤرّخین لکھتے ہیں کہ گو اِس سے پہلے جمعہ کا آغاز ہو چکا تھا مگر یہ پہلا جمعہ تھا جو آپؐ نے خود اَدا کیا اور اِس کے بعد جمعہ کا طریق باقاعدہ جاری ہو گیا۔

سوال: کنہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! مدینہ میں آپؐ کا داخلہ ایک جھنڈا کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ پھر اُس نے اپنا عمامہ سر سے اُتارا اَور اُسے اپنے نیزہ پر باندھ لیا اور آپؐ کے آگے آگے چلنے لگا یہاں تک کہ مسلمان مدینہ میں داخل ہو گئے؟

جواب: بُریدہؓ بن حُصیب

سوال: نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد رسولِ کریمؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اُس وقت آپؐ نے کنہیں پیچھے بٹھایا ہوُا تھا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحِبؓ جمعہ سے فراغت اور قافلہ کی آہستہ آہستہ آگے روانگی کی بابت کیا تحریر فرماتے ہیں؟

جواب: راستہ میں آپؐ مسلمانوں کے گھروں کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ جوشِ محبّت میں بڑھ بڑھ کر عرض کرتے تھے۔ یا رسول اللہؐ! یہ ہمارا گھر، یہ ہمارا مال اور جان حاضر ہے اور ہمارے پاس حفاظت کا سامان بھی ہے آپؐ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں، آپؐ اُن کے لیئے دعائے خیر فرماتے اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔

سوال: آنحضرتؐ کی مدینہ تشریف آوری پر مسلمان عورتوں اور لڑکیوں نے خوشی کے جوش میں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر کیا گانا شروع کیا نیز مسلمانوں کے بچے مدینہ کی گلی کوچوں میں کیا گاتے پھرتے تھے؟

جواب: طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

یعنی آج ہم پر کوہِ وَداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے۔ اِس لیئے اب ہم پر ہمیشہ کے لیئے خدا کا شکر واجب ہو گیا ہے؛ محمدؐ آ گئے، خدا کے رسول آ گئے۔

سوال: آنحضرتؐ کی ناقہ بنو نجّار کے محلّہ میں پہنچی اِس جگہ بنو نجّار کے لوگ ہتھیاروں سے سجے ہوئے صف بند ہو کر آپؐ کے استقبال کے لیئے کھڑے تھے اور قبیلہ کی لڑکیاں دفیں بجا بجا کر کیا شعر گا رہی تھیں؟

جواب: نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي نَجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

یعنی ہم قبیلہ بنو نجّار کی لڑکیاں ہیں اور ہم کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ محمد رسول اللہؐ ہمارے محلّہ میں ٹھہرنے کے لیئے تشریف لائے ہیں۔

سوال: ہجرتِ مدینہ کے بعد حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کن کے ہاں قیام فرمایا نیز بمطابق بعض روایات آپؓ نے کہاں اپنا مکان اور کپڑا بنانے کا کارخانہ بنا لیا تھا جس سے کاروبار کیا؟

جواب: سُنح (مسجدِ نبویؐ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع جگہ) میں بنو حارث بن خزرج سے تعلق رکھنے والے حضرت خُبیبؓ بن اِساف، بمطابق ایک قول آپؓ کی رہائش حضرت خارجہؓ بن زید کے ہاں تھی؛ سُنح ہی میں۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ نے مرحومین کا تذکرۂ خیر کرتے ہوئے کن کے متعلق ارشاد فرمایا؟ ’’10؍ جنوری کو حالتِ اسیری میں بیمار ہوئے، وہیں اِن کی وفات ہو گئی اہسپتال میں، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اِس لحاظ سے یہ شہیدوں میں ہی شمار ہوں گے۔‘‘

جواب: مکرم چوہدری اصغر علی کلار صاحِب

احتشام الحسن۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

رمضان کی برکت سے سچ کی عادت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک مقام پر عبادالرحمان یعنی اپنے نیک بندوں کی خصوصیات بیان فرماتا ہے جن میں سے ایک یہ بیان فرمائی ہے کہ: وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (الفرقان:73) ترجمہ: اور یہ وہ (اللہ تعالیٰ کے نیک) بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔

ایک اور موقع پر ان الفاظ میں نصیحت فرمائی: وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (الاحزاب:71) ترجمہ: اور تم ہمیشہ صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ’’حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پکڑیں اور اس نصیحت سے اپنے سفر کا آغاز کریں۔ رمضان کا مہینہ ہے سب سے پہلے وہ لوگ جو ایسے ملکوں سے یہاں آئے ہیں یا دوسرے ملکوں میں گئے ہیں جہاں جھوٹ نہیں ہے وہ پہلے اپنے نفس کی تو اصلاح کرلیں۔ بھوکے رہیں گے اور جھوٹ بھی بولیں گے تو بھوکے رہنا سب کچھ باطل ہو جائے گا۔ مفت کا عذاب ہے، گناہِ بے لذت ہے۔ یعنی یوں کہنا چاہئے، ثواب ہے جو تکلیف دہ ثواب ہے لیکن ثواب نہیں ملتا۔ ایسا ثواب ہے جو فرضی ثواب ہے تکلیف چھوڑ جاتا ہے ثواب نہیں ہوتا۔ تو اس کا کیا فائدہ‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3؍فروری 1995ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج:31) اس کی وضاحت میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو‘‘

(نور القرآن نمبر 2روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو‘‘۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا پر بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے سب کام اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزا بنوں گا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث نمبر 1904)

پس یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک کام خدا تعالیٰ کے حکم سے بھی کیا جا رہا ہو پھر خدا تعالیٰ کے لئے اور اُس کے پیار کو جذب کرنے کے لئے بھی کیا جا رہا ہو اور یہ بھی امید رکھی جا رہی ہو کہ میرے اس روزے کی جزا بھی خدا تعالیٰ خود ہے۔ یعنی اس جزا کی کوئی حدود نہیں۔ جب خدا تعالیٰ خود جزا بن جاتا ہے تو پھر اس کی حدود بھی کوئی نہیں رہتیں۔ اور پھر عام زندگی میں اپنی باتوں میں جھوٹ بھی شامل ہو جائے، عمل میں جھوٹ شامل ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ زبان سے جھوٹ نہیں بولنا، بلکہ عمل کے جھوٹ کو بھی ساتھ رکھا ہے اور عمل کا جھوٹ یہ ہے کہ انسان جو کہتا ہے وہ کرتا نہیں۔ روزے میں عبادتوں کے معیار بلند ہونے چاہئیں۔ نوافل کے معیار بلند ہونے چاہئیں۔ لیکن اُس کے لئے اگر ایک انسان کوشش نہیں کر رہا، عام زندگی جیسے پہلے گزر رہی تھی اُسی طرح گزر رہی ہے تو یہ بے عملی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار سے اگر کوئی لڑائی کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث نمبر 1904)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’جو چیز قبلہ حق سے تمہارا مُنہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ کسی بھی قسم کی دشمنی ہو، تمہارے سچ پر روک نہ ڈالے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’زبان کا زیان خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 281 ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اپنے حق کے معیار اتنے بلند کرلو کہ اگر کوئی بچہ بھی کہہ رہا ہے تو اُسے قبول کرنا ہے تو تم بہت سی برائیوں سے بچ جاؤ گے۔ پھر اَنا کی ناک اونچی نہیں ہوگی کہ یہ چھوٹا بچہ مجھے نصیحت کر رہا ہے۔ یہ رُتبہ میں کم تر مجھے حق کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ یہ غریب آدمی مجھے سچی بات بتا رہا ہے۔

بعض جزئیات کے ساتھ جو اقتباس میں بیان ہوئی ہیں، سب سے اہم بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ’’جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بُت ہے‘‘۔ پس اگر ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے، اگر ہم نے شیطان کے جکڑے جانے، دوزخ کے دروازے بند ہونے اور جنت کے دروازے کھلنے سے بھرپور استفادہ کرنا ہے تو ہمیں اپنے حق بات کے قبلوں کو بھی درست کرنا ہوگا۔ ہمارا قبلہ خدا تعالیٰ کی طرف ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کہ میں نے تمہارے لئے جنت کے دروازے رمضان کی برکات کی وجہ سے کھول دیئے ہیں۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کرکے اور عمل کر کے ہی جنت کے دروازے ملیں گے کہ اپنے قول وعمل کی سچائی کے معیار اونچے کرو ورنہ اگر اس طرف توجہ نہیں تو خدا تعالیٰ کو تمہارے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی اپنے بندے پر کمال مہربانی اور شفقت ہے کہ عبادتوں اور مختلف قسم کی نیکیوں کے راستے بتا کر ان پر چلنے والے کے لئے انعام مقرر کئے ہیں اور رمضان کے مہینے میں تو ان عبادتوں اور نیکیوں کے ذریعے ان انعاموں کو حاصل کرنے کی تمام حدود کو ہی ختم کر دیا ہے۔ بے انتہا انعاموں کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ اور فرمایا ہے کہ آؤ اور میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ اس میں داخل ہونے کے لئے قولی اور عملی سچائی کا راستہ اپنانا ہوگا۔ اگر اس قبلے کی پیروی کرو گے تو جس طرح آج کل ہر گاڑی میں نیوی گیشن (Navigation) لگا ہوتا ہے اور اس نیوی گیشن (Navigation) کے ذریعے سے تم صحیح مقام پر پہنچ جاتے ہو، اس طرح صحیح جگہ پر پہنچو گے ورنہ رمضان کے باوجود بھٹکتے پھرو گے۔ بلکہ دنیاوی نیوی گیشن جو ہیں اس میں تو بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے، بعض دفعہ صحیح فیڈ (Feed) نہیں ہوتا، نئی سڑکیں بن جاتی ہیں، نظر بھی نہیں آ رہی ہوتیں۔ بعض دفعہ دو راستوں میں سے ایک راستے کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، لمبا چکر پڑ جاتا ہے یا چھوٹے رستے کی تلاش میں انسان گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے، ٹریفک مل جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف اگر قبلہ درست ہوگا تو سیدھے جنت کے دروازوں کی طرف انسان پہنچتا ہے۔ پس اس رمضان میں ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے قبلے درست کرے۔ اپنی قولی اور عملی سچائیوں کے معیار بلند کرے اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں جانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27؍ جولائی 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان کی برکات سے مستفید ہونے اور اپنے عملی نمونے بہتر بناتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ہمیشہ سچائی پر قائم ہونے والے ہوں اور جھوٹ سے ہمیشہ اجتناب کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: کتاب خدمت خلق اور تبلیغ کا ذریعہ...... از صفحہ 12

وہیں دین اسلام احمدیت کی تبلیغ کا بھی ایک مؤثر اور مستقل ذریعہ ثابت ہوں۔ ان شاء اللہ العزیز

پرائمری اسکول کو کتب کا عطیہ

جس علاقہ میں جماعتی سینٹر واقع ہے اس علاقہ کے ایک پرائمری اسکول کو بھی 100 کتب جن میں بچوں کی 30 جماعتی کتب بھی شامل ہیں عطیہ کرنے کی توفیق ملی۔ ان کتب پر بھی جماعت کا نام، جماعتی لوگو اور ویب سائیٹ کا ایڈریس چسپاں کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ، طلباء اور ان کے والدین کے لئے جہاں یہ کتب مطالعہ کا باعث بنیں وہیں جماعتی تعارف اور تبلیغ کا بھی ذریعہ ثابت ہوں۔ یہ کتب اسکول کی ہیڈ کو پیش کی گئیں جنہوں نے جماعت کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ ہم سب کے لیے ایک نہایت خوش کن surprise ہے۔ اسکول کو کتابوں کے عطیہ کے لیے آپ کا بہت شکریہ۔ طلباء اور عملہ یقیناً ان کتب سے مستفید ہوں گے۔ ہمارے اسکول میں، ہم مطالعہ کتب کو بہت زیادہ فروغ دیتے ہیں، اور کتابوں کا یہ ذخیرہ ہماری لائبریری میں ایک اچھا اضافہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر مساعی میں بہت برکت ڈالے اور اس کے مبارک ثمرات عطا فرمائے اور اسے اسلام احمدیت کی تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنادے۔ آمین اللھم آمین

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 40

ماضی ناتمام: اس میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں کام جاری تھا جیسے وہ کھا رہا تھا، یا کھاتا تھا۔ ان دونوں مثالوں میں سے جو دوسری مثال ہے وہ عادت یا مستقل رویے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے دو اور بھی طریقے ہیں جیسے کھایا کرتا تھا۔ کھاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ ماضی ناتمام ایک اور طرح سے بھی ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا اکثر یہ صورت فعل یعنی Verb کے جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے جبکہ دو کام ماضی میں ایک ساتھ ہوتے رہے ہوں مثلاً میں ہر طرح منع کرتا تھا مگر وہ کھیلتا رہا۔ بارش ہوتی رہی اور وہ نہاتا رہا۔ ان صورتوں کے علاوہ ماضی ناتمام کی ایک چوتھی صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا، اور یہ صورت بھی وہی معنی دیتی ہے جو گزشتہ صورت دیتی ہے۔

گزشتہ سبق میں ہم نے ماضی ناتمام کی دو صورتوں کی وضاحت کی تھی اور مثالوں سے بھی واضح کیا تھا کہ اس زمانے کا استعمال فعل پر کس کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ نیز ہم نے دیکھا تھا کہ گفتگو کرنے کے کتنے انداز اس زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں اور ماضی ناتمام کی تیسری صورت دیکھتے ہیں۔

تیسری صورت: کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا۔ جیسے کہ اوپر بھی اختصار سے بیان ہوا ہے کہ یہ صورت بتاتی ہے کہ فعل اس وقت بھی جاری تھا جب اس کے متعلق بات ہو رہی تھی یا اس کہ ساتھ کوئی دوسرا کام جاری تھا۔ جیسے ہم کھانا پکاتے رہے اور وہ کھاتا رہا۔ یعنی دو کام ایک ساتھ ماضی میں جاری رہے۔ جس طرح انگریزی میں جاری کام کے لئے Verb کی پہلی فارم کے ساتھ (ing-) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اسی طرح اردو میں فعل رہنا کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پس رہا، رہی، رہے، رہیں وغیرہ بطور امدادی فعل استعمال ہوتے ہیں۔

جملے

وہ (مذکر واحد) رات گئے (late night) تک خطوط کے جوابات لکھتا رہا۔ ماں کپڑے سیتی (stitching) رہی اور بچہ پڑھتا رہا۔ اس جملے میں بھی دو کام جاری تھے۔ فعل سینا سے مادہ بنے گا سی اور اگر فاعل مونث ہو تو شکل بنے گی سیتی۔ اگر فاعل مذکر ہو گا تو بنے گا سیتا۔ اگر فاعل مذکر جمع ہو یعنی ایک سے زائد مرد ہوں تو بنے گا سیتے۔ جیسے درزی کپڑے سیتے رہے اور بچے پڑھتے رہے۔ اگر فاعل خود بات کرنے والا ہو تو بنے گا سیتا۔ جیسے میں کپڑے سیتا رہا، اور رات ڈھلتی رہی۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ وہ داستان کہتا رہا اور لوگ سنتے رہے، سر دھنتے رہے۔ یہاں سر دھننا کا محاورہ استعمال کیا ہے اس کا مطلب ہے تعریف کرتے رہے، مزے لیتے رہے وغیرہ۔ پس طویل اور پیچیدہ جملوں میں دو سے زائد افعال بھی موجود ہوتے ہیں جو ایک ساتھ جاری رہتے ہیں۔

منفی جملے: منفی بنانے کے لئے اس طرح کے جملوں میں صرف نہیں لگانا کافی نہیں ہوتا بلکہ ان جملوں کو نفی بنانے کے لئے جملے کا انداز اور ساخت بدل دی جاتی ہے۔ جیسے وہ کہتا رہا کو نفی بنائیں گے تو کہیں گے اس نے کچھ نہیں کہا۔ یا وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ اسی طرح ''وہ داستان کہتا رہا'' کو نفی بنائیں تو بنے گا اس نے داستان نہیں سنائی۔ یا وہ داستان نہیں سنا رہا تھا۔

چوتھی صورت: ماضی ناتمام کی ایک چوتھی صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا، اور یہ صورت بھی وہی معنی دیتی ہے جو گزشتہ صورت دیتی ہے۔ یہ صرف بات کرنے کا ایک مختلف انداز ہے جو زیادہ تر ادبی تحریرات میں ملتا ہے۔

آخری علامت کو ختم کر دینا

بعض اوقات ماضی ناتمام میں جملے کے آخر میں آنے والا تھا، تھی اور تھے وغیرہ نہیں لکھے جاتے۔ جیسے اس میں لڑائی کی کیا بات تھی، وہ اپنا کام کرتا تم اپنا کام کرتے۔ یعنی کرتے رہتے کی بجائے صرف کرتے ہی لکھا اور کہا جاتا ہے۔ اسی طرح، میری عادت تھی کہ پہلے کھانا کھاتا پھر پڑھنے جاتا۔ یعنی جاتا تھا نہیں لکھا گیا۔ جب کبھی وہ آتے ہزاروں باتیں سنا جاتے۔ یہاں محاورہ استعمال ہوا ہے، باتیں سنانا جس کا مطلب ہے کہ برا بھلا کہنا، طنز کرنا، ڈھکے چھپے الفاظ میں سخت تنقید کرنا۔

ماضی تمام

ماضی یعنی گزرا ہوا وقت یعنی Past اور تمام یعنی جو مکمل ہو چکا ہو، ختم ہو چکا ہو۔ پس اس زمانے میں فعل یا Verb ایسے کام کے بارے میں بتاتا ہے جو ماضی یعنی Past میں مکمل ہو چکا ہو۔ اس کی عام علامت یہ ہوتی ہے کہ جملے کے آخر میں تھا، تھی، تھے وغیرہ آتے ہیں۔

جیسے میں نے کھانا کھا لیا تھا۔ اس نے کھانا کھا لیا تھا تم نے صفائی کر لی تھی۔ ہم نے کتابیں الماری میں رکھ دی تھیں۔ میں نے روٹی کھالی تھی۔ اس نے کباب کھا لیا تھا۔ اگر آپ ان مثالوں پہ غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس بات کا انحصار کہ جملے کے آخر میں تھا آئے گا یا تھی یا تھیں یا تھے، اس بات پہ ہوتا ہے کہ مفعول مذکر ہے یا مونث۔ کھانا مذکر ہے تو جملے کے آخر میں تھا آئے گا چاہے کھانے والا مذکر ہو یا مونث۔ لیکن روٹی مونث ہے تو جملے کے آخر میں تھی ہی آئے گی۔ کتابیں مونث جمع ہیں تو جملے کے آخر میں تھیں آئے گا۔

منفی جملے

منفی بنانے کا سادہ اصول ہے کہ جملے میں مناسب جگہ پہ نہیں کا اضافہ کر دیں گے، میں نے مناسب اس لئے کہا ہے کیونکہ منفی بناتے وقت نہیں کی جگہ کا تعین یہ دیکھ کر کیا جاتا ہے کہ کس چیز کا انکار ظاہر کرنا ہے۔ جیسے ''میں نے کھانا نہیں کھایا تھا'' میں کھانے پہ زور ہے، اس لئے ''نہیں'' کھانا کے بعد آیا ہے۔ جبکہ ''اس نے کتابیں الماری میں نہیں رکھیں تھیں'' میں ''الماری میں رکھنے'' پہ زور ہے۔

سوالیہ جملے

سوالیہ بنانے کے لئے عام اصول یہی ہے کہ جملے کے شروع میں کیا کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کیا تم نے کھانا کھایا تھا؟ کیا اس نے کتابیں الماری میں رکھ دیں تھیں۔ یہ تو گرامر کے قواعد کی روشنی میں ہے البتہ عام بول چال میں لہجے کا استعمال کر کے سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے تم نے کھانا کھا لیا تھا؟ اس نے کتابیں الماری میں رکھ دیں تھیں؟ کھانا کھا لیا؟ کتابیں الماری میں رکھ دیں؟ وغیرہ

ماضی تمام کی دوسری صورت

اس کی دوسری صورت میں جملے کے آخر میں چکا تھا لگایا جاتا ہے۔ یہ اس صورت میں استعمال ہوتا ہے جب اس سے پہلے ایک اور کام ہو چکا ہو۔ جیسے وہ میرے پہنچنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔ میں وہاں جا کر کیا کرتا اجلاس پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

دعا کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا: دعا کے لئے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباع سنت ضروری ہے، مگر رقت بھی اتباع سنت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے۔ حقیقت پرست بننا چاہیے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہیے، مگر حقیقت کو پاؤ۔ ہاں جس کو زبان عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 231 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

رقت: اثر پذیری کی صلاحیت، نرمی، ملائمت (سختی کی ضد)، رحم، ہمدردی، رحم دلی۔ آنسوؤں سے رونے کی صورتِ حال، گریہ، بکا، نالہ و فریاد۔

رقت والے الفاظ: یعنی الفاظ کا چناؤ ایسا ہو جو خوبصورت بھی ہو، خود اپنے دل پہ بھی اثر کرنے والے ہوں تا کہ جذبات ابھریں اور دعا میں تاثیر پیدا ہو۔

مسنون: وہ (فعل یا طریقہ) جو سنت ہو یعنی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اختیار کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو۔

جنتر منتر: ٹوٹکا، افسوں، جھاڑ پھونک۔ غیر حقیقت پسند طریق پہ کسی بھی بات یا الفاظ کی محض بار بار تکرار کرتے رہنا جیسا کہ ان میں کوئی جادوئی اثر ہے۔

اتباع سنت: سنت پہ عمل کرنا۔

رقت بھی اتباع سنت ہے: یعنی دعا کرتے ہوئے ایسے مناسب الفاظ کا استعمال جو حقیقت حال بھی بیان کریں اور انسانی جذبات کی بھی عکاسی کریں جس کے نتیجے میں آنسوؤں سے رونے جیسی حالت پیدا ہو جائے بذات خود سنت نبوی ﷺ ہے۔

الفاظ پرست: معنی وحکمت کی بجائے صرف لفاظی پہ زور دینا یا لفاظی ہی کو سب کچھ سمجھ لینا۔

مخذول: ذلیل، رُسوا، خوار

حقیقت پرست: Realistic approach

برکت: افزائش، زیادتی، ترقی، نیک بختی، نصیب وری، سعادت، نیکی یا نیک بختی کا خوشگوار اثر یا نتیجہ۔

موافقت: مزاج یا طبیعت وغیرہ کی مناسبت، ہم آہنگی۔

فہم: عقل، خرد، سمجھ، سمجھ بوجھ، ادراک، دریافت، علم، سمجھنا، ادراک حاصل کرنا۔

یوم مسیح موعودؑ کی خصوصی اشاعت کے حوالے سے ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم نعمان احمد لکھتے ہیں:

الحمدللّٰہ !جوسلسلہ وار اشاعت ہوئی ہے ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ بہت ہی عمدہ ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے جس سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

• مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں:

روزنامہ الفضل آن لائن بے شار خدمت دینیہ بجالا رہا ہے جس سے پوری دنیا میں حقیقی اسلام کے بارہ میں معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ کا شکر ہے مولیٰ کریم جماعت کو اسی طرح ترقیات سے نوازتا چلا جائے آمین۔

میں تیری تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا کے حوالے سے دنیا کے مختلف ممالک میں اس کا پورا ہونا صداقت مسیح پاک ہے۔اللہ تعالیٰ اسی طرح دنیا میں اسلام کو پھیلاتا چلا جائے اور اس کا نور دنیا میں مکمل پھیل جائے اور گمراہی کا اندھیرا دور ہو جائے۔ آمین

بحر حال ہمیں افریقہ ہو یا ایشیا، یورپ ہو یا آسٹریلیا یعنی پوری دنیا میں جماعت کی کاوشوں سے آگاہی ملتی ہے ۔ دل خدا کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ۔

مکرم فرحان احمد حمزہ۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں

آپ نے خاکسار کے مضمون کو شائع کر کے خاکسار کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیز عرض ہے کہ الفضل آن لائن کے خصوصی شماروں سے بھر پور استفادہ کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ الحمدللہ۔ دنیا کے متفرق ممالک میں احمدیت کے نفوذ کا تذکرہ نہایت ایمان افروز تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور الفضل آن لائن کی پوری ٹیم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ روز بہ روز ترقیات کی منازل طے کرتے چلے جائیں۔ آمین

• مکرمہ درعجم لکھتی ہیں:

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کی جو سیریل آپ نے شروع کی ہوئی ہے بہت شاندار ہے ۔ ماشاء اللّٰہ اللّٰھم زد فزد

• مکرم خالد احمد لکھتے ہیں:

تاریخ کو سنبھالنے کی بہت عمدہ کاوش ہے، میں اس سے ضرور استفادہ کروں گا، ان شاءاللہ ۔

الفضل، خدا کا فضل

• مکرم ابن زاہد شیخ تحریر کرتے ہیں:

آج کے خط میں خاکسار، آپ کی خدمت میں ’’اخبار روزنامہ الفضل‘‘ سے والد مکرم شیخ زاہد محمود مرحوم کا تعلق بیان کرنا چاہتا ہے۔

ہمارے گھر اخبار روزنامہ الفضل تقریباً دو دہائیوں تک آتا رہا جو کہ تین یا چار اخبارات پر مشتمل ایک بنڈل کی صورت میں موصول ہوتا تھا۔عموماً ڈاکیہ آتا اور الفضل گھر دے جاتا تھا لیکن کچھ تاخیر ہوتی تو والد صاحب بے چین نظر آتے اور خود ڈاک خانے جاکر اخبار وصول کر لیتے۔

آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ ’’الفضل، خدا کا فضل‘‘ ہے اور بیان کرتے تھے کہ اس اخبار کو جاری کرنے والے حضرت مصلح موعودؓ ہیں جن کے متعلق پیشگوئی مصلح موعود میں یہ الفاظ تھے کہ ’’اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا‘‘ اور یہ فضل آج اس اخبار کی صورت میں بھی ہمارے گھروں میں آرہا ہے۔

خاکسار نے ہمیشہ والد صاحب الفضل اخبار ملنے پر خوش ہوتے اور اسی وقت مطالعہ میں مصروف ہوتے دیکھا۔ الفضل کے مطالعہ کے بعد آپ بزرگان سلسلہ کو مضامین کے حوالہ سے خطوط لکھتے اور اہم معلومات، اعلانات، اطلاعات، مضامین کا خلاصہ اہل خانہ کو بتاتے۔ خاص طور پر خاکسار کو ان مضامین کا مطالعہ کرواتے۔ پھر ان مضامین پر خاکسار کے ساتھ گفتگو کرتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے والد صاحب کو ایک لمبا عرصہ حلقہ میں بطور سیکریٹری وقف نو اور سیکریٹری اصلاح و ارشاد خدمت کی توفیق ملی۔ اس لحاظ سے جب آپ وقف نو کی کلاس منعقد کرتے یا دروس دیتے تو الفضل اخبار سے احادیث،اقتباسات حضرت اقدس مسیح موعودؑ وخلفاء سلسلہ وغیرہ ضرور پیش کرتے۔آپ کا طریق تھا کہ ایک ماہ کی اخبار کو ترتیب وار جمع کرتے اور مہینہ کے اختتام پر ان کو ٹیگ لگا کر اپنی لائبریری میں رکھتے تھے۔

والد صاحب مرحوم کی الفضل اخبار سے اس محبت کے سبب ہمارے اندر بھی بچپن سے ہی الفضل اخبار کی محبت گھر کر چکی تھی۔ اسی لئے خاکسار کو جب اخبار الفضل کے لئے مضامین لکھتے ہوئے قلمی نام کی ضرورت پڑی تو والدمرحوم کے نام کو ہی اپنے تعارفی نام کے طور پر استعمال کیا۔

خاکسارعرض کرنا چاہتا ہے کہ الفضل اخبار کا قاری جہاں اصلاح نفس کرتا ہے، وہیں پر وہ ایک بہترین داعی الی اللہ بھی بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ہمارے اس پیارے اخبار جو ان آن لائن کی صورت میں ہمیں روحانی مائدہ سے مستفیض کر رہا ہے کو قائم و دائم رکھے اور الفضل اخبار ترقیات کی نئی منازل طے کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ جملہ کارکنان الفضل اخبار کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ و صدر جماعت مالٹا

لائبریری اور اسکول کو کتب کی ڈونیشن

بلاشبہ تمام درست وجوہات کی بناء پر کتاب ایک بہترین دوست ہے۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی خدائی بشارت کے مطابق دور حاضر میں کتاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ خدائی بشارت کے پورا ہونے کی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔

اچھی کتب ہمارے ذہن کو تقویت بخشتی ہیں اور زندگی کے بارے میں ہمارے نقطہ نظر کو وسیع کرتی ہیں اور کتابوں کی صحبت میں انسان کبھی تنہائی محسوس نہیں کرسکتا۔ کتابیں ہمیں علم اور معلومات فراہم کرتی ہیں اور ان بہت سارے سوالوں کے جواب فراہم کرتی ہیں جو ہمیں پریشان کر سکتے ہیں۔ افسردگی اور اداسی کے لمحات میں کتب ایسے اداس لمحات سے توجہ ہٹانے اور پرامن اور پرسکون سرگرمی میں مشغول ہونے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ مزید برآں، کتب ہماری تعلیم کا مفید ذریعہ ہیں، ہمیں ایک اچھا انسان بنانے، ہمارے کردار اور شخصیت کی تعمیر میں ہماری مدد کرتی ہیں۔ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے بچنے میں ہماری مدد کرتی ہیں۔ ہمارے فارغ وقت اور سفر کے دوران ایک اچھی کمپنی فراہم کرتی ہیں۔ کتابیں زندگی کے بارے میں ہمارے نقطہ نظر کو بہت بدل دیتی ہیں۔ دنیا، لوگوں اور اپنے اردگرد کی چیزوں اور ماحول کے بارے میں ہمارا نظریہ وسیع کرتی ہیں اور ہمیں اپنے آپ کو ایک انتہائی قیمتی اور اعلیٰ کردار اور شخصیت میں تبدیل کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

اس نقطہ نظر اور کتاب کی قدر و قیمت اور پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کہ تبلیغ کے لئے نئے نئے طریق تلاش کریں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ مالٹا نے منشیات کی عادی خواتین کے لئے قائم ایک بحالی سینٹر rehabilitation

centre میں ایک لائبریری کے قیام اور 200 کتب جن میں 100 جماعتی کتب بھی شامل ہیں کے عطیہ کی توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ مالٹا نے ایک بک شیلف اور ٹیبل اور ایک سو کتب خرید کر اور ایک سو جماعتی کتب پر مشتمل ایک مختصر مگر مکمل لائبریری اس ادارہ کو عطیہ کی۔ تمام کتب پر جماعت احمدیہ کا نام، جماعتی لوگو اور ویب سائیٹ کا ایڈریس بھی چسپاں کیا گیا تا کہ یہ کتب جہاں خدمت انسانیت کا ذریعہ ہوں

بقیہ صفحہ 9 پر

چھوٹی مگر سبق آموزبات

ایم ٹی اے سے استفادہ

ایم ٹی اے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچانے کے رستے ہموار کر دیئے ہیں۔ الحمدُللہ۔ علم کے اضافے اور دینی دنیاوی معلومات کے پروگرام بچوں اور بڑوں کے لیے انتہائی اعلیٰ اخلاقی معیار کے ساتھ حاصل کرنے کا وسیلہ اللہ تعالیٰ نے ایک روحانی مائدہ کی صورت میں ہمارے گھروں میں اُتار دیا ہے۔ اب ہم نے یہ جائزہ لینا ہے کہ اس روحانی مائدہ سے ہم اور ہمارا خاندان کس حد تک فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آج کی بے سکون اور اضطراب کی شکار دنیا میں ہمیں بفضل خدا وسائل تو میسر ہیں لیکن اس عظیم روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانا ہماری اپنی ذمہ داری ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

07 اپریل 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:51	18:37
مدینہ منورہ	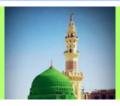	04:48	18:40
قادیان		04:46	18:52
ربوہ		04:26	18:32
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:56	19:45

فقہی کارنر

مومن کے کرنے کے ضروری کام

’’اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو، اور ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)